مولانا مفتی محمد شفیع

موجودہ حالات میں ہمارے فرائض

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امّا بعد:

اس وقت پاکستان حالتِ جہاد میں ہے، اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اسلام اور اسلامی حکومت پاکستان کے دفاع کے لیے اپنی پوری قوت و استطاعت کے ساتھ تیاری کرے اور جانی اور مالی قربانی کے لیے تیار رہے اور وقت کی اس نزاکت کو پہچانے کہ اس وقت ہمارے دشمن کی چال یہ ہے کہ ہزاروں میل میں پھیلی ہوئی پوری سرحد کو محاذِ جنگ بنا کر پاکستانی افواج کی قوت کو منتشر کر دے۔ اندرونِ ملک مختلف دشمنوں کے کارندوں نے پہلے سے باہمی انتشار پھیلانے کی مسلسل کوششوں سے یہ سمجھ لیا ہے کہ پاکستانی عوام کی مختلف پارٹیاں اب کسی مسئلہ پر جمع ہو کر ہمارے مقابلہ پر نہیں آسکتیں، اس لیے ملک کے ہر مکتبِ فکر اور ہر طبقے اور ہر پارٹی کے مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ دشمن کے ان ناپاک ارادوں کا جواب اپنے عمل سے دیں اور ملک کے دفاع کے لیے اپنے سب اختلافات کو بھلا کر اللہ کے بندوں کی ایک آہنی دیوار بن جائیں۔

الحمد للہ کہ عام مسلمانوں میں یہ احساس پورا موجود ہے کہ ہمیں اس جہاد میں حصہ لینا چاہیے، لیکن فکر یہ ہے کہ آجکل کی جنگ تو کہنہ مشق فوجی ہی لڑ سکتے ہیں، عوام اس میں حصہ لیں تو کیا؟ اور کس صورت سے؟ ان کی آگاہی کے لیے یہ عرض ہے کہ عین محاذِ جنگ پر بھی ساری فوج لڑائی نہیں لڑتی، بلکہ تقسیمِ کار ہوتی ہے، جنگ سے متعلق جو کام بھی کسی کے سپرد ہوتا ہے وہ سب جہاد ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اس لیے ملک کے عوام جہاد کے وقت حکومت اور افواج کی جو مدد بھی کریں، بلاشبہ اُن کا جہاد ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس شخص نے غازی کو سامان دیا اس نے بھی جہاد کیا۔

موجودہ حالات میں میرے نزدیک عوام کا جہاد یہ ہے کہ مندرجہ ذیل امور کے ہم خود بھی پابند ہوں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی ان کا پابند بنانے کی ہر کوشش عمل میں لائیں:

۱۔ ہماری حکومت جس وقت بھی جس طبقے سے کسی جانی یا مالی تعاون کی اپیل کرے اس کو فریضۂ جہاد سمجھ کر دل وجان سے تعاون کریں۔

۲۔ ملک کے تمام اسکول اور کالج اور دینی مدارس و مکاتب اور تمام رفاہی و اجتماعی ادارے اپنے سب کاموں سے مقدم سمجھ کر نوجوانوں کو فوجی تربیت، سول ڈیفنس کے کام اور ابتدائی طبی امداد دینے کے لیے ہر شہر کے مختلف علاقوں میں مرکز قائم کریں۔ علما اور اہلِ اثر لوگ ملک کے نوجوانوں کو اس کام کی ترغیب و تاکید کرنے میں پوری کوشش صرف کریں۔ ان تمام مراکز میں تربیت پانے والے نوجوانوں کو ایک معین وقت میں اللہ کے لیے جہاد کے فضائل و احکام سے آگاہ کیا جائے اور نماز کی پابندی، اللہ پر بھروسہ اور صبر و استقامت کی تعلیم بھی دی جائے۔ ان کاموں میں جو خرچ کیا جائے گا، وہ انشاء اللہ! جہاد ہی کے حکم میں ہو گا۔

۳۔ کسی ملک کی فوجی طاقت کتنی بھی بڑی ہو، اندرونِ ملک کے نظم و ضبط اور امن و امان کو قائم رکھنا تنہا اس کے بس میں نہیں ہوتا، جب تک ملک کے عوام اس میں ہاتھ نہ بٹائیں۔ محاذِ جنگ پر جہاد میں شریک ہونا تو بہت مشق فوجیوں ہی کا کام ہے، مگر یہ جہاد عام مسلمان مرد و عورت اپنی جگہ رہتے ہوئے کر سکتے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ امن قائم رکھیں، اور کوئی مفسد عنصر اس میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے تو سب مل کر اس کا ہاتھ روکیں۔ ایک دوسرے کی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھ کر ادا کریں، حکومت کی طرف سے حفاظتی تدبیروں کے جو اعلانات بلیک آؤٹ وغیرہ کے جاری ہوں، اُن کو جہاد کا کام سمجھ کر دل و جان سے تعمیل کریں، اور کرائیں۔

۴۔ جنگی حالات میں عموماً تجارت پیشہ لوگ اشیائے ضرورت کا ذخیرہ کر کے قیمتیں بڑھا دیتے ہیں جس سے ملک افراتفری کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں چوری، ڈاکہ، قتل و غارت گری عام ہو جاتی ہے، ایسے جہاد کی حالت میں جو شخص اس جرم کا مرتکب ہو وہ سمجھ لے کہ اس کا یہ کردار دشمن کی اعانت اور عین حالتِ جہاد میں مسلمانوں سے غداری ہو گی، جس کا عذابِ عظیم آخرت میں تو ظاہر ہی ہے، دنیا میں بھی وہ ہرگز فلاح نہیں پائے گا، اس لیے صنعت و تجارت پیشہ حضرات اپنی اپنی برادری کو جمع کر کے اس کا عہد لیں کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

۵ - ۱۹۶۵ء کے جہاد کے موقع پر ہماری کامیابی کے ظاہری اسباب میں سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ عام مسلمانوں میں خدا کا خوف۔ آخرت کی فکر، نیک کاموں کی رغبت، برائیوں سے اجتناب کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا، اس وقت کی پولیس رپورٹوں نے یہ ثابت کردیا تھا کہ ملک میں چوری، ڈاکہ قتل و غارت گری کے واقعات اس زمانہ میں تقریباً نہ ہونے کے حکم میں تھے، اس وقت اشیائے ضرورت کا نرخ پورے ملک میں تقریباً وہی رہا، جو جنگ سے پہلے تھا، اس لیے ضروری ہے کہ ہر محلے کے مسلمان اپنے اپنے عوام سے یہ عہد کرلیں کہ اس زمانے میں نہ کسی پچھلی مخالفت کا انتقام کسی سے لیں گے، نہ کسی کے مال وزر پر نظر ڈالیں گے اور نہ اشیائے ضرورت کی قیمتوں کو بڑھنے دیں گے۔

۶ - قرآن کریم کی بے شمار آیات اور تاریخِ اسلام کی شہادتیں اس پر قائم ہیں کہ مسلمانوں کی فتح و نصرت ہمیشہ صبر و تقویٰ کے معیار پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے الحاح وزاری سے دعاؤں نے بڑے بڑے طاقتور دشمنوں کو زیر کردیا ہے۔ اس زمانے میں اس کی بھرپور کوشش کی جائے کہ فسق و فجور کے بازار سرد پڑجائیں۔ مسجدیں نمازیوں سے بھرپور ہوجائیں۔ مساجد میں ہر نماز کے بعد بھی دعائیں کی جائیں۔ اور صبح کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی جائے۔

۷ - قنوتِ نازلہ اور اس زمانہ کے لیے خاص دعائیں ہر جگہ بقدرِ ضرورت کتابچہ یا پمفلٹ کی صورت میں چھاپ کر ائمۂ مساجد کو پہنچانے کا اہتمام کیا جائے اور ان کو تاکید کی جائے کہ یہ دعائیں یاد کرکے صبح کی نماز میں اور دوسری نمازوں کے بعد ضرور کیا کریں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ اگر ہم سب مل کر مندرجہ بالا امور کا پورا اہتمام کرلیں تو انشاء اللہ فریضۂ جہاد کی ادائیگی بھی ہوجائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ دشمن پر فتحِ مبین بھی نصیب ہوگی۔

ضرورت ہے کہ ہر طبقہ کے اہلِ علم اور اہلِ اثر حضرات اپنے اپنے حلقوں میں امورِ مذکورہ کی تبلیغ و تلقین میں پورا حصہ لیں اور اپنے اپنے حلقہ کے مناسب انداز میں عملی تدبیریں اختیار کریں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔